قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 4 مارچ 2020ء | 8 رجب 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 55

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُہَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹﴾ (المائدۃ:9)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

فرمانِ رسول ﷺ

فجر اور عصر کی نماز کی تاکید

حضرت جریر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، رات کا وقت تھا۔ آپؐ نے چودہویں کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا تم اپنے پروردگار کو اسی طرح بلا روک ٹوک دیکھو گے جس طرح اس چودہویں کے چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اس شرف کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہتے ہو تو فجر اور عصر کی نماز وقت پر پڑھنے میں کوتاہی نہ ہونے دو۔

(بخاری کتاب التوحید والرد علی الجھمیۃ وغیرھم باب قول اللہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ)

فرمان خلیفہ وقت

تہجد کی طرف توجہ دیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’یہ ایک احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ خاص طور پر ان حالات میں جبکہ دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں احمدیوں کے لئے مصائب اور مشکلات کا دور ہے کہ احمدی نہ صرف اپنی فرض نمازوں کی طرف توجہ دیں بلکہ اپنی راتوں کو نوافل سے سجائیں اور تہجد کی طرف توجہ دیں۔ کیونکہ راتوں کو اُٹھنا نفس کو کچلنا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے۔ اگر ہم خالص ہوکر اللہ تعالیٰ کے حضور راتوں کو عبادت کرنے والے بنیں گے تو یہی چیز انشاءاللہ تعالیٰ جماعت کی مشکلات کے دور کرنے کا باعث بنے گی۔ پس یہ مدنظر رہنا چاہئے کہ راتوں کو اُٹھنا صرف ذاتی اغراض کے لئے نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور جماعتی ترقی کے لئے اور دعاؤں کے لئے ہو۔ اگر دنیا میں ہراحمدی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے جماعتی ترقی کے لئے رات کے کم از کم دو نفل اپنے اوپر لازم کرلے تو اِنْشَآءَاللّٰہ تعالیٰ ہم دیکھیں گے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی مدد، پہلے سے بڑھ کر ہمارے شاملِ حال ہوتی ہے اور کس طرح اللہ تعالیٰ دشمن کی دشمنیاں اور مخالفین کی مخالفتیں ہوا میں اُڑا دیتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 25ستمبر2009ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

نماز ایک خاص دعا ہے

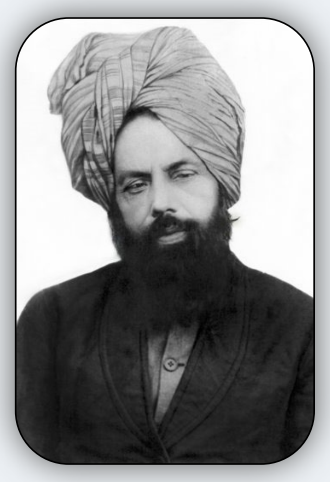

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دعا ہے، مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلاخدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے، اس کے غناءِ ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دُعا، تسبیح اور تہلیل میں مصروف رہے، بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آج کل عبادات اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہورہی ہے اور عبادت میں جس قسم کامزاآنا چاہیے ، وہ مزا نہیں آتا۔ دُنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ، جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو۔ جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزہ نہیں اُٹھاسکتا اور وہ اُسے تلخ یا پھیکا سمجھتا ہے، اسی طرح وہ لوگ جو عباداتِ الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے اُن کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے، کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے دُنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خداتعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا، تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اُس کے لئے لذت اور سُرور نہ ہو۔ لذت اور سُرور تو ہے، مگر اُس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَاخَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات:57) اب انسان جبکہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سُرور بھی درجۂ غایت کا رکھا ہو۔ اس بات کو ہم اپنے روز مرّہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا ہوتی ہیں، تو کیاان سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا؟ کیا اس ذائقہ ، مزے اور احساس کے لئے اُس کے منہ میں زبان موجود نہیں۔ کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات ۔ حیوانات ہو یا انسان حظ نہیں پاتا؟ کیا دل خوش کُن اور سُریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کے اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہ ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 139)

اس شمارہ میں

- انصاف کے تقاضے
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرح صدر
- نیشنل یوم وقفِ نو۔جماعت احمدیہ کینیڈا
- پاک،صاف اورفضول گانے بجانے میں فرق
- جلسہ یوم مصلح موعودؓ جامعۃ المبشرین سیرالیون اور دیگر پروگرام
- کشمیر کی حسین وادی نیلم کی سیاحت

رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے اخلاق

حضرت ابو سلمہؓ نے بہت ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کیا تھا۔اس وقت آنحضرت ﷺ ابھی دارِ ارقم میں نہیں گئے تھے اور وہاں تبلیغ کا سلسلہ بھی شروع نہیں ہوا تھا۔ (طبقات ابن سعد جلد3ص239)

قبول اسلام کے بعد مکہ میں جس طرح دیگر تمام صحابہ کو دکھوں اور اذیتوں اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا کچھ یہی حال حضرت ابو سلمہؓ کا ہوا۔ابن ہشام میں ہے کہ اس وقت آپ نے اپنے ماموں حضرت ابوطالبؓ کی پناہ لی۔ قبیلہ بنی مخزوم کے لوگ حضرت ابو طالبؓ کے پاس آئے کہ آپ نے ان کو کیوں پناہ دی؟جب لوگوں کا اصرار بڑھا تو ابو لہب نے (باوجودیکہ ساری عمر اسلام کی مخالفت میں ہی گزاری) پہلی دفعہ کسی مسلمان کی طرف داری کرتے ہوئے کہا کہ اگر ابو طالب ان کو پناہ دیتا ہے تو اسے کچھ نہ کہو ورنہ میں بھی اس کا ساتھ دوں گا۔ چنانچہ ابو سلمہؓ ابو طالب کی پناہ میں ایک عرصے تک رہے۔ (سیرۃابن ہشام جلد 1 صفحہ 371)

اس کے بعد جب ہجرت حبشہ کا موقعہ آیا توابو سلمہؓ ابتدائی مہاجرین میں شامل تھے۔ اپنی بیوی حضرت ام سلمہؓ کو ساتھ لے کر انہوں نے حبشہ ہجرت فرمائی۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی جلد8ص463)

وہاں سے واپسی ہوئی تو آنحضرت ﷺ کے مدینہ ہجرت کرنے سے پہلے ہی ابوسلمہؓ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی ۔ ابن سعد کے مطابق آپ اولین ہجرت کرنے والوں میں سے تھے۔

(طبقات ابن سعد جلد 3 صفحہ 24 0)

رسول کریم ﷺ نے 2ہجری میں غزوہ عشیرہ کے موقع پرحضرت ابو سلمہؓ کومدینہ کا امیر مقرر فرمایا تھا ۔ (سیرۃابن ہشام جلد 1صفحہ 598)

قرآن شریف میں بعض خوش نصیبوں کا ذکر ہے جن کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔ (الحاقۃ:20)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے تھے کہ ابو سلمہؓ ان لوگوں میں سے پہلے ہیں جن کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیاجائے گا اور ان کا بھائی سفیان بن عبد الاسد(جو اسلام کی دشمنی میں پیش پیش تھا)اس کو لوگوں میں سے پہلے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیاجائے گا۔ (الاصابہ جزء4ص153)

حضرت ابو سلمہؓ بڑی بہادری کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے،احد میں بہادری سے لڑے اور زخمی ہوگئے بازو میں شدید قسم کا زخم آیا جس کا علاج مہینہ بھر جاری رہا بظاہر زخم مندمل ہوتا ہوا نظر آیا لیکن ہجرت کے قریباًپندرہ ماہ بعد آپ کو بنی اسد کی طرف ایک اور مہم پرقطن مقام کی طرف جانا پڑا۔

(ابن سعد جلد 3 صفحہ 240)

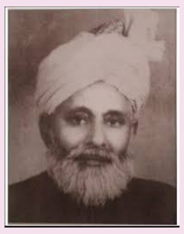

قادیان دارالامان کی یاد میں

(یہ نظم 1932ء میں قیام فلسطین کے دوران لکھی گئی)

سر زمینِ معرفت ، اے جلوہ گاہِ قدسیاں
اے نشانِ ذاتِ حق ، اے مہبطِ کرّو بیاں
اے کہ تیرے نام پر سَو بار جان و دل فدا
اے کہ زندہ تجھ سے ہے اسلامیوں کی داستاں
اے کہ تو ہے منبعِ علم و ہدیٰ ، فہم و ذکاء
اے کہ تو ہے اس جہاں میں درسگاہِ عارفاں
برتر از چرخِ چہارم تیرا رتبہ کیوں نہ ہو
جب کہ ہے نازل ہوا تجھ میں مسیحائے زماں
وہ جری باطل شکن معمورِ حق احمدؑ نبی
جس کی تقریروں سے گونجے بارہا ہفت آسماں
ہاں وہی تو جس نے باطل کر دیا پیوندِ خاک
جس نے قُم کہہ کر کئے زندہ ہزاروں نیم جاں
مردہ روحوں کیلئے لایا جو پیغامِ حیات
چشمۂ کوثر بنا ہے جو برائے تشنگاں
دشتِ ظلمت میں بھٹکتے تھے جہاں کے فلسفی
آفتابِ حق سے مغرب ہوگیا اب نکتہ داں
پاسبانِ اُمّتِ احمدؐ ہوا محمود حق
حُسن و احساں میں جو ہے مثلِ مسیحائے زماں
یاد ہے وہ درسِ قرآں روح پرور دلربا
مسجدِ اقصیٰ میں ہاں وہ مجمعِ پیر و جواں
فلسفیٔ غرب دیکھا منطقیٔ شرق بھی
پر نہ پایا اپنے آقا سا کوئی شیریں بیاں
"چھوٹی بستی" لوگ کہتے ہیں حقارت سے تجھے
پر سمجھتا ہوں تجھے میں اِس زمیں کی کہکشاں
یادِ ایّام کہ تُو تھی جب ہماری درسگاہ
اور ہمارا مسکن و ماویٰ تھی اے جنت نشاں
ایک مدت کیلئے گو ہم جدا تجھ سے ہوئے
ہر دلِ مضطر میں ہیں انوار تیرے ضوفشاں
"آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی کہ بانیلِ مرام
باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں"

مولانا ابو العطاء جالندھری

انصاف کے تقاضے

آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے گردو نواح میں انصاف بالکل نابود ہو کر رہ گیا تھا۔ لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ اگر کوئی سردار کے گھوڑے سے آگے نکل جاتا تو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ کسی کو اشیاء صرف بیچنے تو اس میں خیانت کرتے۔ اشیاء کی قیمت تو پوری لیتے لیکن اشیاء پوری تول کر نہیں دیتے۔ چھوٹی سی بات کا بتنگڑ بنا کر ان کی لڑائیاں نسل در نسل چلتی رہتیں۔ آنحضورؐ نے آ کر ان کو امانت، درگزر، انصاف کی تعلیم دی۔ان کے معاملات کے فیصلے انصاف کے ساتھ طے کرتے۔ حضرت محمد ﷺ نے ان کی ہر طرح مدد کی حتی کہ وہ آپؐ کو ہر قسم کی تکالیف پہنچاتے۔ کبھی آپؐ کی راہ میں کانٹے بچھاتے، کبھی نماز کی حالت میں آپؐ پر کوڑا کرکٹ پھینکتے، کبھی آپؐ کو قتل کرنے کی کوشش کرتے غرض کہ آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو ہر طرح سے ستاتے۔ لیکن آپؐ ہر ایک کے فیصلے انصاف کے ساتھ کرتے، کسی کو ضرر نہ پہنچاتے۔ کسی کو ضرر پہنچانے کی تلقین بھی نہ کرتے۔ آپؐ کے انصاف کی ہی وجہ سے آپؐ کو صادق و امین کہہ کر پکارتے۔ آپؐ نے کعبہ والے مسئلے کا کس عمدگی سے فیصلہ کیا کہ آپؐ کو تمام صادق و امین کہنے پر مجبور ہوگئے۔

اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انصاف کے متعلق فرمایا ہے کہ ’’حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو، جھوٹ مت بولو اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے اور قریبیوں کو جیسے بیٹے کو۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انسان کو انصاف پر قائم رہنے کی تلقین کی ہے اور فرمایا ہے کہ تمہاری ہر اک گواہی خدا کے لئے ہو۔ یعنی جب گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو تو یاد رکھو کہ تمہاری گواہی خدا کے لئے ہو۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو کہ جھوٹ مت بولو۔ گواہی کے دوران جو بات بھی کہو وہ جھوٹ پر مبنی نہ ہو کیونکہ جھوٹ برائیوں کی جڑ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر انسان ایک جھوٹ بولتا ہے تو اس کو چھپانے کے لئے ہزار جھوٹ بولتا ہے۔ جس کی وجہ سے کسی سچے بندے کو تکلیف ہو گی اور خدا تعالیٰ بھی ناراض ہو گا۔ آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سچی گواہی دینے سے کبھی نہ رکنا چاہے اس سے تمہاری جان کو نقصان پہنچے یا تمہارے والدین کو یا تمہارے قریبیوں کو جیسے بیٹے کو۔اگر ایسی تکلیف برداشت کر کے تم سچ بولو گے تو خدا بھی تم سے راضی ہو گا اور وہ اپنا فضل بھی تم پر کرے گا۔ جس کی خاطر تم نے تکلیف اٹھائی ہو گی وہ بھی تمہیں دعائیں دے گا۔ اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جب قاضی انصاف کے لئے بیٹھے تو وہ بھی کسی لالچ میں آ کر کسی حق والے کے ساتھ زیادتی نہ کرے اور اس کے خلاف فیصلہ نہ دے۔ چاہے اس فیصلہ سے تمہیں کسی کی طرف سے کوئی ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ حق و انصاف پر قائم ہو جاؤ اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو اور چاہئے کہ کسی قسم کی دشمنی تمہیں سچائی سے نہ روکے ’’یعنی جب تم انصاف کی کرسی پر بیٹھو تو انصاف کرنے کے لئے حقائق اور ثبوت کو مد نظر رکھو۔ اگرچہ حقائق تمہارے دشمن کے حق میں ہوں مگر تم انصاف کے ساتھ اسی کے حق میں فیصلہ دو۔ اس میں یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ جب تم انصاف کی کرسی پر بیٹھو تو تمہارا دشمن نہیں ہونا چاہئے اور دوست بھی۔ تم صرف خدا کے نمائندے ہو۔ جس کا کام انصاف کے ساتھ دو گروہوں میں فیصلہ کرنا ہے۔ اگر قاضی انصاف کی آڑ میں ظلم کا ساتھ دے گا تو اللہ تعالیٰ کبھی اس کو معاف نہیں کرے گا۔

اس آیت کی تشریح ہم اس طرح بھی کر سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے عدل کے بارے میں جو بغیر سچائی پر پورا قدم مارنے کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ فرمایا ہے وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى یعنی دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔ انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ اسی میں ہے۔ اب آپ کو معلوم ہے کہ جو قومیں ناحق ستاویں اور دکھ دیویں اور خون ریز بات کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں۔ جیسا کہ مکہ والے کافروں نے کیا تھا۔ اور پھر لڑائیوں میں باز نہ آویں ایسے لوگوں کے معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنی کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا اور انصاف اور راستی کے لئے وصیت کی (حکم دیا)... اکثر لوگ اپنے شریک دشمنوں سے محبت تو کرتے ہیں اور میٹھی میٹھی باتوں سے پیش آتے ہیں۔ مگر ان کے حقوق دبا لیتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت کرتا ہے اور محبت کے پردہ میں دھوکہ دے کر اس کے حقوق دبا لیتا ہے مثلاً ایک زمیندار ہے تو چالاکی سے اس کا نام کاغذات بندوبست میں نہیں لکھواتا اور یوں اتنی محبت کہ اس پر قربان ہو ا جاتا ہے پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں محبت کا ذکر نہ کیا بلکہ معیار محبت کا ذکر کیا کیونکہ جو شخص اپنے جانی دشمن سے عدل کرے گا اور سچائی او رانصاف سے درگزر نہیں کرے گا جو سچی محبت بھی کرتا ہے۔

اب آئیے ہم موجودہ زمانے میں دیکھیں کہ آیا انصاف کے جو تقاضے قرآن بیان کرتا ہے کیا وہ تقاضے ہم پورا کرتے ہیں۔آج عوام کے ذہنوں میں قاضی کا وہ مقام نہیں ہے۔ جو تقریباً چودہ سو سال قبل تھا۔دنیا کے موجودہ حالات بھی اس طرح ہوچکے ہیں جو آنحضورؐ کے مبعوث ہونے سے پہلے کے تھے۔ آج بھی لوگ ایک دوسرے سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑتے ہیں۔ کوئی بہن کا قتل کرتا ہے شک کی بناء پر، کبھی کوئی شخص اپنے بھتیجے کو اس لئے قتل کر دیتا ہے کہ اس کی دولت ہتھیا لے۔آج باپ اور چچا کے درمیان تلخ کلامی ہوئی ہے تو کل ان کی نسلیں اس کا پھل کھائیں گی۔ ہم روزانہ اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ زمین کے تنازعے پر ایک شخص نے دوسرے کو قتل کر دیا اور یوں یہ قتل نسل در نسل چلتے رہتے ہیں۔ آج بھی ہمیں اسی طرح انصاف کی ضرورت ہے جس طرح آنحضورؐ کے زمانے میں انصاف کی ضرورت تھی۔

آج ہم عدالتوں میں انصاف کے لئے دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں تو ہمارے ساتھ ناانصافی ہی ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں آج عدالتوں میں سوئے ہوئے انصاف کو جگانا ہو گا۔ انصاف کو ان عدالتوں کی زینت بنانا ہو گا۔ اس کوشش کے بغیر ہمارا معاشرہ کبھی اچھا معاشرہ تشکیل پا نہیں سکتا۔

اس ساری بحث و مباحثے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ انصاف کے بغیر ایک اچھا معاشرہ تشکیل نہیں دیا جاسکتابلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ معاشرے کی بنیاد ہی انصاف پر ہے۔ جب انصاف ہی نہ ہو گا تو معاشرہ کی تخلیق کیا ہو گی۔ یعنی جب ایک دوسرے کی عزت وا حترام کریں گے اور ایک دوسرے کی سنیں گے۔ چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں جب انصاف کو مد نظر رکھا جائے گا تو افراتفری، بدنظمی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم ایک اچھا معاشرہ تشکیل دینے میں کامیاب ہو جائیں۔

لسان تو ترجمان ہے

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا (بنی اسرائیل:37)

ترجمہ: اورنہ کہا کرووہ بات جس کا علم تم کو نہیں۔ بے شک کان اورآنکھ اور مرکزِ قویٰ یعنی دل ان سب سے پوچھ پاچھ ہونے والی ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’لَا تَقْفُ۔ نا معلوم بات کہنے سے روکا لیکن اس کی خلاف ورزی پرسوال سَمع و بَصَراور فُؤَاد سے ہورہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لسان توترجمان ہے۔اس کو ذاتی طور پر علم حاصل کرنے کے حواس نہیں دیئے گئے۔یہ جو بیان کرے گی وہ دوسرے حواس سے لے کربیان کرے گی اوراگروہ جھوٹ بولے گا تودوسرے حواس اس کے خلاف گواہی دیں گے تو انسان اپنے آپ سے ملزم ہوگا۔‘‘

(درس قرآن کریم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ زیرآیت بنی اسرائیل:31)

انجینئر محمود مجیب اصغر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرح صدر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’رفتہ رفتہ انسان ترقی کرتا ہوامطمئنہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہےاور یہاں ہی اس کا شرح صدر ہوتا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایاأَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ہم انشرح صدر کی کیفیت کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔‘‘

(الحکم 17۔اگست1901ء بحوالہ تفسیر مسیح موعودؑ جلد 8 صفحہ 411)

درس قرآن حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ میں لکھا ہے۔

’’ آپؐ کا سینہ مبارک بھی دو بار فرشتوں نے چاک کر کے نورانی طشت میں آبِ قدس سے دھویا تھا ایک بار لڑکپن میں اور دوسری بار معراج کے وقت ۔اسی لئے موسیٰ نے بھی دعا کی تھی رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي(طٰہٰ:26) یہ سب روحانی نظارے ہیں جو جسمیات سے الگ ہیں موسیٰ کے لئےرَبِّ اشْرَحْ لِي اور حضورؐ کے لئے أَلَمْ نَشْرَحْ قابل غور ہے درجہ کے لئے۔

’’ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ (قبل از خلافت) نے آنحضرت ﷺ کے شرح صدر کے بارے میں ایک سائل کو تحریر فرمایا۔

’’اس میں شک نہیں کہ آپ کا شق صدر ہوا قرآن کریم اس پر صریح أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ (الم نشرح:2)میں ارشاد فرماتاہے۔ بھلا آپ غور کریں اگر شرح صدر نہ ہو تو وہ کام جو نبی کریم ﷺ روزمرہ کرتے تھےکسی غیر مشرح الصدر کا کام ہے۔ پانچ وقت آپ ہی جماعت کرانا اور بڑی بڑی سورتیں پڑھنا۔ پھر تہجد کو بطور فرض اتنی لمبی قرآت سے پڑھنا کہ سورہ بقر، سورہ ال عمران، سورہ نساء، سورہ مائدہ کبھی کبھی ایک ایک رکعت میں پڑھ جاتے تھے ۔پھر عرب کے وحشیوں سے مناظرہ، یہود سے مناظرہ، عیسائیوں سے مناظرہ، غرض علماء جہلاء دونوں سے مقابلہ اور پھر اپنا ایک ہی طرز واحد رکھنا۔ پھر یہی نہیں کہ صرف زبانی جمع خرچ ہو بلکہ اپنی تاثیر سے ہزاروں کو عملی طور پر اپنے ساتھ ملا لیتے تھے سائل نے کوئی ایسا لیڈردیکھا ہو تو ذرا اس کا نام ہی بتائیں کہ اس تقریر سے لوگ اپنے جان و مال اور ہر ایک چیز کو استقلال و دوام کے ساتھ قربان کر دیں۔

پھر تمام بادشاہان وقت سے خط و کتابت کرنا اور پھر باوجود اس کے حجرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی صحابی کو بولنے کی اجازت نہ تھی۔

پھر رات دن کی مہمان نوازی کے لئے نہ کوئی خزانہ ہے نہ کوئی مہمان خانہ تھا، نہ کوئی باورچی خانہ ہے، نہ کوئی لنگر کا مہتمم ہے نہ کوئی چارپائی ہے اور پھر کوئی مہمان ناراض نہیں جاتاپھر قوانین جن میں عبادات و معاملات و روحانی اخلاق کی اصلاح ہو سکے ان کا وقتاً فوقتاً ایجاد کرنا اور ان کو کر کے دکھا دینا اور عمل کروا دینا۔

پھر سارے معاملات کا فیصلہ بھی آپ ہی کرنا۔

پھر فوجی افسروں کو مقرر کرنا اور کمان اپنے ہاتھ میں رکھنا اور ساری سیکرٹری شپ (یعنی منشی کا کام) آپ کی زبان ہی تھی ۔

پھر عرب جیسے جنگجو طبائع کو مسخر کرنا اور ان کے عمائد کو ان کے غرباء کے ساتھ کھڑا کر دینااور سب کے سر زمین پر جھکا دینا اور پچھلے خواہ کتنے ہی بڑے شریف ہوں اور اگلے خواہ کتنے ہی وقیع ہوں ان کے پاؤں کے ساتھ ان کے سروں کو لگا دینا۔

تمام ملک کی خبر رکھنااور فوجوں کی روانگی کے لئے ایسا سخت انتظام رکھنا کہ کسی کے مال کو راستہ میں چور نہ لوٹیں اور فتح کے وقت ایک سوئی یا ایک سوئی کا دھاگا کسی سپاہی کو کسی سے لینے کی اجازت نہ دینا۔پھر قرآن شریف کو ایسا یاد رکھنا کہ ایک نقطہ اور زیروزبر کی غلطی نہ ہونے دینا بعض دنوں آپؐ نے صبح کی نماز سے لے کر عشاء کی نماز تک لیکچر خطبہ پڑھا ہے نہ زبان کو وقفہ نہ بیان میں اختلاف ہوا اور پھر 23 برس کے سارے بیانات میں یہ کہنا کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں اور پھر 23 برس اس عہدہ کی خدمت کرنا کیا کوئی ایسا گورنر جنرل آپ نے دیکھا ہے جو 23 برس کی ملازمت میں یہ لفظ بول سکے۔

پھر کھانا پینا،مکان میں رہنا ،بیوی سے تعلق رکھنا،سفر کرنا، صلح کرنا،جنگ کرنا، معاملات بیع و شرا ، تجارت، نکاح، طلاق، عتاق، شہود، شہادات،معاہدات، مرنے کے بعد کے قوانین،یتامی اور کم عقلوں کی خبر گیریاں اور ان کے اموال وغیرہ کی حفاظتیں اس کے سوا قرب الٰہی کے ہزاروں ہزار شغل و اذکار اور قسم قسم کے مراقبات اور قسم قسم کی خلوتیں اٹھتے بیٹھتے، سوتے، چلتے پھرتے، جماع، ولادت، موت اور قسم قسم کی آیات اللہ جیسے خسوف کسوف اور ان کے متعلق احکام الٰہی یادگاریں اور دعائیں اور قوانین تجویز کرنا پھر ایسے آرام سے بیٹھنا کہ بیویوں کو کہنا آؤ میں تمہیں جاہلیت کے زمانہ کی کہانیاں سناؤں۔اگر آپ کو شرح صدر کے متعلق کوئی دقت ہے تو اس آیت پر توجہ کرو جس میں لکھا ہے۔

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ (الانعام:126) وہی صدر کا لفظ اس میں بھی موجود ہے۔اس شرح صدر کے لئے ضرور ہے کہ صاحب شرح کو ایک نظارہ دکھایا جاوے جس میں اس کا سینہ چیر کر اس میں حکمت و نور و ایمان بھر دیا جاوے ۔ طوائف الملوکی کے زمانہ میں کس طرح آنحضرت ﷺ نے گزارہ کیا۔ نصرانیوں کی سلطنت جبش اور یہودیوں کے ماتحت کس طرح گزارہ کیا۔پھر جب آپ نے جمہوری حکومت وہاں قائم کی ہے تو کس طرح گزارہ کیاہے۔پھر عرب جیسے بے قانون ملک کو کس طرح قانون کے نیچے جکڑ دیا ہے یہ وہی جانتا ہے جو سرحدی مشکلات سے واقف ہو ۔

(ارشادات نور جلد اول صفحہ 324 تا 326)

زاہد مسعود۔کینیڈا

نیشنل یوم وقفِ نو۔جماعت احمدیہ کینیڈا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ 8 فروری 2020ء بروز ہفتہ جماعت احمدیہ کینیڈا نے یوم وقفِ نو منایا۔

اس سلسلہ میں کینیڈا جماعت کی 10 امارات اور 14 لوکل جماعتوں میں یوم وقف نو پروگرام کا اہتمام کیاگیا۔ اس پروگرام میں واقفین نو اور واقفات نو کے علاوہ ان کے والدین کو بھی مدعو کیا گیا تھا ۔

مختلف جماعتوں نے اپنے اپنے طے شدہ اوقات کے مطابق پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے کیا جس کے بعد تلاوت کردہ آیات کے انگریزی اور اردو تراجم پیش کیے گئے۔ حدیثِ نبوی ﷺ مع ترجمہ پیش کی گئی۔ ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام میں سے ایک اقتباس انگریزی ترجمہ کے ساتھ پیش کیا گیا۔اسی طرح نظم اور اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا ۔ واقفین زندگی کی ضرورت اور تحریک وقف نو کے حوالہ سے ایک ویڈیو بھی دکھائی گئی۔ اسی طرح تمام پروگراموں میں ’’وقفِ زندگی – وقت کی ضرورت‘‘ کے موضوع پر مہمانان خصوصی نے خطاب فرمایا ۔

افتتاحی تقریب کے اختتام پر واقفین نو کو تین گروپس میں تقسیم کر دیا گیا ۔

ان تینوں گروپس میں واقفین نو اور واقفات نو کی عمروں کی مناسبت اور ضرورت کے مطابق درجِ ذیل موضوعات پر پریزنٹیشنز دی گئیں :

قرآنِ کریم سے کیسے مستفیذ ہوسکتے ہیں، خلفائے احمدیت کے ارشادات کے مطابق واقفین کی مختلف میدانوں میں ضرورت،ڈاکٹر عبدالسلام – بحیثیت رول ماڈل،جامعہ احمدیہ،طب اور تعلیم کے میدان میں واقفین کی ضرورت ، ذیلی تنظیموں میں خدمت کے مواقع،حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خط لکھنے کی اہمیت اور طریقہ۔

اسی طرح پروگرام کے اختتام پر واقفین نو اور ان کے والدین کےلئے سوال و جواب کا وقت مہیا کیا گیا ۔

پروگرام کے اختتام پر تمام حاضرین کی خدمت میں شعبہ ضیافت کی طرف سے ظہرانہ بھی پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملک بھر سے مجموعی طور پر866 واقفینِ نو، 995 واقفاتِ نو اور950والدین نے اس پروگرام میں شرکت کی۔

یوم وقف نو کا بنیادی مقصد واقفین کے لئے Career Guidanceمہیا کرنا تھا ۔

احبابِ جماعت سے درخواستِ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے تحریکِ وقفِ نو میں شامل تمام بچوں اور ان کے والدین کو اسلام احمدیت کی مقبول خدمت اورہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین!

عرفان احمد خان۔ جرمنی

پاک، صاف اور فضول گانے بجانے میں فرق

ایسے گانے اور ترانے سننا شریعت کی رو سے جائز ہیں جن میں کسی قسم کی اخلاقی گراوٹ نہ ہو۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں :

’’(عید الفطر کے دن) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ میرے پاس دو لڑکیاں جنگ بعاث (دو انصاری قبیلوں خزرج اور اَوس کے درمیان زمانۂ جاہلیت میں ہونے والی ایک جنگ) کے ترانے گا رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری طرف اپنا منہ پھیر کر لیٹ گئے (یعنی آپ ﷺ نے ان لڑکیوں کو گانا گانے سے نہ روکا)۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شیطانی باجہ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: انہیں کچھ نہ کہو۔ جب آپ کی توجہ ہٹ گئی تو میں نے لڑکیوں کو چپکے سے چلے جانے کا اشارہ کیا۔‘‘

(صحیح بخاری، ابواب العیدین، باب الحراب والدرق یوم العید)

حضرت ربیع بنت معوذؓ بیان کرتی ہیں :

’’جس دن میں دلہن بنا کر بٹھائی گئی تو نبی ﷺ تشریف لائے۔ پھر کچھ لڑکیاں دف بجانے لگیں اوراپنے آباء کی مدح میں جو جنگ بدر کے دن شہید ہوئے تھے، تعریفی گیت گانے لگیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا: ہم میں وہ نبی ہیں جو آنے والے کل کی بات جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا مت کہو اور وہی گاؤ جو تم پہلے گا رہی تھیں۔‘‘

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب شھود الملائکۃ بدرا)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

’’نکاح کی تشہیر کرو، مسجدوں میں نکاح کرو اور ان مواقع پر دَف بجایا کرو۔‘‘

(جامع الترمذی، ابواب النکاح، باب ما جاء فی اعلان النکاح)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں :

’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک قریبی انصاری لڑکی کی شادی کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اوردریافت فرمایا: کیا تم نے دلہن کو اسکے خاوند کے گھر بھجوادیا ہے؟ انہوں نے اس کا اثبات میں جواب دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید دریافت فرمایا : کیا تم نے شادی کا گیت گانے کے لیے کسی کو ساتھ بھجوایا ہے۔ تو عرض کی گئی: نہیں یارسول اللہ ۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَنصار لوگ ترنم کے ساتھ کلام سننا پسند کرتے ہیں، لہٰذا کسی خوش آواز کا انتظام کرو جو یہ گیت گائے کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں، ہم آپ کے پاس آئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اورآپ کو سلامت رکھے۔‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح، باب الغناء والدف)

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

میں، حضرت قرظہ بن کعب اور حضرت ابومسعود انصاریؓ کے پاس ایک شادی میں حاضر ہوا جہاں بچیاں شادی کےگیت گارہی تھیں۔ میں نے حیرت سے کہا : آپ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَصحاب اور اہلِ بدر میں شامل ہیں اورآپکی موجودگی میں یہ کام ہو رہا ہے۔ وہ کہنے لگے: اگر تمہارا جی چاہے تو تم ہمارے ساتھ بیٹھ کر سنو وگرنہ چلے جاؤ۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی بابت یعنی دینی امور کی بابت اور شادی کے موقع پر اس کی اجازت دی گئی ہے۔

(سنن نسائی، کتاب ا لنکاح، باب اللھو والغناء عند العرس)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

’’شادی بیاہ کے موقع پر شریعت کی رو سے گانا جائز ہے ۔ مگر وہ گانا ایسا ہی ہونا چاہیے جو یا تو مذہبی ہو اور یا پھر بالکل بےضرر ہو مثلاً شادی کے موقع پر عام گانے جو مذاق کے رنگ میں گائے جاتے ہیں اور بالکل بے ضرر ہوتے ہیں ان میں کوئی حرج نہیں ہوتا ۔ کیونکہ وہ محض دل کو خوش کرنے کے لئے گائے جاتے ہیں ان کا اخلاق پر کوئی برا اثر نہیں ہوتا۔‘‘

(فتاویٰ حضرت مصلح موعودؓ غیر مطبوعہ صفحہ 48، الفضل 20جنوری 1945ء)

ایک اور موقع پر فرمایاکہ :۔

’’شادی کے موقع پر کوئی گیت گالیں تو گناہ نہیں بشرطیکہ اس میں فحش اور لغو بکواسیں نہ ہوں اور بے حیائی سے نہ گایا جائے۔‘‘

(فتاویٰ حضرت مصلح موعودؓ غیر مطبوعہ صفحہ : 48، الفضل 20جولائی 1915 ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ گانے بجانے کے منفی اثرات کے حوالے سے آیت قرآنی وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’زُور کے پانچویں معنے مجلس الغناء یعنی گانے بجانے کی مجلس کے ہیں ۔ اس لحاظ سے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ رحمٰن خدا کے بندے گانے بجانے کی مجلس میں نہیں جاتے تاکہ اس کے زہریلے اثرات سے وہ محفوظ رہیں اور خداتعالیٰ سے غافل ہو کر ہوا و ہوس کے پیچھے نہ چل پڑیں اسی بناء پر میں نے اپنی جماعت کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ سینما نہ دیکھا کرے کیونکہ اس میں بھی گانا بجانا ہوتا ہے جو انسانی قلب کو خداتعالیٰ کی طرف سے غافل کر دیتا ہے۔ پہلے یہ چیز تھیٹر میں ہوا کرتی تھی ۔ لیکن جب سے ٹاکی (Talkie) نکل آئی ہے سینما میں بھی یہ چیزیں آگئی ہیں بلکہ تھیٹر سے زیادہ وسیع پیمانہ پر آئی ہیں ۔ کیونکہ تھیٹر کا صرف ایک شو (SHOW) ہوتا تھا جس میں بڑے بڑے ماہر فن گویوں کو بلانا بہت بڑے اخراجات کا متقاضی ہوتا تھا جس کو وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے اور پھر ایک شو (SHOW) صرف ایک جگہ ہی دکھایا جاسکتا تھا ۔ مگر اب ایک شو (SHOW) سے ہزاروں فلمیں تیار کر کے سارے ملک میں پھیلا دی جاتی ہیں اور بڑے بڑے ماہر فن گویوں اور موسیقاروں کو بلایا جاتاہے ۔ اس لئے تھیٹر سے سینما کا ضرر بہت زیادہ ہوتا ہے ۔ رسول کریم ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ گانا بجانا اور باجے وغیرہ یہ سب شیطان کے ہتھیار ہیں جن سے وہ لوگوں کو بہکاتا ہے ۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی اس واضح ہدایت کو بھلا دیا اور وہ اپنی طاقت کے زمانہ میں رنگ رلیوں میں مشغول ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر انہیں اپنی حکومت سے ہاتھ دھونا پڑا ۔۔۔۔ اتنی بڑی تباہی دیکھنے کے باوجود مسلمانوں کو اب بھی یہی شوق ہے کہ سینما دیکھیں اور گانا بجانا سنیں اور وہ اپنی تاریخ سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے ۔ حالانکہ قرآن کریم نے وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ میں بتا دیا ہے کہ اگر مسلمان عبادالرحمٰن بننا چاہتے ہیں تو ان کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ گانے بجانے کی مجالس کو ترک کریں اور خدائے واحد سے لو لگائیں ۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو کامیاب ہو جائیں گے اور اگر نہیں کریں گے تو اس کے تباہ کن نتائج سے وہ محفوظ نہیں رہ سکیں گے ۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 586,585)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا کہ کیا میوزک سننا اسلام میں نا پسند کیا جاتا ہے ؟

حضور رحمہ اللہ نے جواباً فرمایا کہ :۔

’’میوزک ناپسند کی جاتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ناپسند فرمایا کر تے تھے ۔ ہماری M.T.A پہ میوزک اسی وجہ سے نہیں آتا ۔ میوزک سے آواز کی طرف توجہ رہتی ہے اس کے مضمون کی طرف نہیں رہتی۔ جب بغیر میوزک کے اچھی آواز سے پڑھا جائے تو پھر مضمون دل میں ڈوبتا ہے تو میوزک مست کر نے کے لئے ٹھیک ہے ۔ مگر معنوں کے لحاظ سے اچھی نہیں ہے ۔ اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں میوزک کی جو میں بیان کیا کرتا ہو ں لیکن اب وقت نہیں ۔ لیکن ایک بات یاد رکھو کہ یہ زمانہ ایسا ہے جس میں انسان میوزک سے بچ ہی نہیں سکتا ۔ تم ہر وقت کانوں کے اندر روئی دے کر تو نہیں پھر سکتے ۔ اگر خود نہ میوزک سنو تو بازاروں میں میوزک ہو گی تم کو ئی کارٹون دیکھ رہے ہو تو بیچ میں ناچ گانا اور میوزک شروع ہو جائے گی ۔ تو کہاں تک میوزک سے بھاگو گے تو یہ مجبوری ہے یہ دجال کا دھواں ہے اصل میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ۔ جس کے اوپر دجال قبضہ نہیں کرے گا اس کو دھواں ضرور پہنچ جائے گا۔ تو میوزک بھی آ جکل کا فیشن بن گیا ہے ۔ اور اسے کلیتہً چھوڑ ہی نہیں سکتے۔ اس لئے یہ درست نہیں ہے کہ میوزک انسان آجکل بالکل ہی نہ سنے۔ یہ ممکن نہیں ہے ۔ مگر جب نمونہ پیش کرنا ہو دین کا تو پھر جیسا کہ MTA پہ ہے ہم اس میں میوزک کو نزدیک بھی نہیں آنے دیتے ۔

ایک یاد رکھنے کی بات ہے کہ قرآن کریم اگر میوزک کے خلاف بات کرتا ہے یا رسول اکرم ﷺ نے میوزک کے خلاف بات کی ،تو اس کی بہت سی وجوہات ہیں اور ان میں سے ایک تو میں نے بیان کر دی ہے دوسری ایک وجہ ہے جو بہت ہی اہم ہے ایک زمانے میں میوزک جو ہے وہ بڑی Peaceful ہوا کرتی تھی وہ روح کو تسکین دیا کر تی تھی۔ اور پرانے زمانے کے جو میوزیشن میوزک لکھا کر تے تھے وہ سُر کو قائم کرنے کے لئے لکھا کر تے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے جو منع فرمایا ہوا ہے معلوم ہو تا ہے آخری زمانے میں جو دجال کا زمانہ ہے میوزک نے برا رنگ اختیار کر لینا تھا چنانچہ آجکل جو میوزک ہے یہ انسان کے اندر سے اچھی چیزوں کی بجائے Worse چیزیں نکالتی ہے Pop Music یہ وہ گند ہے جو انسان کے اندر ہے اور وہ میوزک سے باہر نکل آتا ہے اس لئے جو میوزک اچھی بھی تھی وہ بھی اب آہستہ آہستہ بدل کے گندی ہو چکی ہے۔ میں بھی ایک زمانے میں یہاں دیکھنے کے لئے کہ میوزک کیا ہوتی ہے گیا تھا ایک ہال میں میوزک کا انتظام تھا جس میں کلاسیکل میوزک تھی پرانے زمانوں کی اور وہ جب چلی تو میں حیران رہ گیا اتنا دل پہ سکون تھا اتنی روح پہ طمانیت، آرام کا احساس ہواکہ اس وقت مجھے پتہ چلاکہ پرانے زمانے کے جو میوزیشن تھے وہ روح کو تسکین دینے کے لئے میوزک لکھا کرتے تھے اب سن کے دیکھو ہالوں میں جاکے کہیں تو بہ توبہ گندبلا، Pop Music، یہ میوزک، وہ میوزک سب بکواس ہے ۔‘‘

جلسہ یوم مصلح موعودؓ جامعۃ المبشرین سیرالیون اور دیگر پروگرام

اے فضل عمر تیرے اوصاف کریمانہ
یاد آکے بناتے ہیں ، ہر روح کو دیوانہ

مورخہ 20فروری کو یوم مصلح موعودؓ کی مناسبت سے دن ساڑھے دس بجے جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد کیا گیا۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز محترم مبارک احمد گھمن، پرنسپل جامعہ احمدیہ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم و ترجمہ سے ہوا۔ جس کے بعد قصیدہ پیش کیا گیا۔

یوم مصلح موعودؓ کی مناسبت سے عزیزم عثمان سیسے ، طالب علم درجہ سوم نے پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر بیان کیا۔ جس کے بعد دو طلباء نے اردو اور انگریزی زبان میں اس پیشگوئی کے الفاظ پڑھ کر سنائے۔

مکرم حمید علی بنگورا ، استاذ جامعہ نے حضرت مصلح موعودؓ کے پاکیزہ بچپن کو بہترین رنگ میں سامعین کے سامنے پیش کیا۔ پروگرام کی آخری تقریر پرنسپل صاحب نے کی جس میں آپ نے پیش گوئی کے ان الفاظ کے پورا ہونے کو تفصیلاً بیان کیا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ دعا کے ساتھ اس جلسہ کا اختتام ہوا اور طلباء کو ایک مختصر سوال و جواب کا موقع دیا گیا۔

جامعۃ المبشرین سیرالیون کی پہلے سمسٹر کے امتحانات دسمبر 2019ء میں ہوئے۔ جس کے بعد جامعہ کے اساتذہ اور طلباء کو جلسہ سالانہ 2020ء کے انتظامات کے لئے وقارِ عمل اور دیگر امور کی تیاری کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ ، جماعت احمدیہ سیرالیون کا جلسہ سالانہ کامیابی کے ساتھ مورخہ 24، 25اور26 جنوری2020ء کو منعقد ہوا۔ جلسہ کی تیاری اور کامیاب انعقاد کے بعد دوسرے سمسٹر کے آغاز پر جامعہ کی ایک پکنک ہوئی۔ اس مرتبہ پکنک کے لئے بو ٹاؤن کے سٹیڈیم کا انتخاب ہوا جو کہ کچھ عرصہ پہلے تیار ہوا ہے۔ اس ضمن میں باقاعدہ سٹیڈیم کی انتظامیہ سے ملاقات کر کے ایک دن کے لئے سٹیڈیم کرایہ پر لیا گیا۔

مورخہ 9فروری کو دن 9بجے طلباء مقررہ مقام کی طرف روانہ ہوئے۔ طلباء کی دلچسپی کے لئے ان کو چار ٹیموں میں تقسیم کر کے ان کے درمیان فٹبال کا ایک ٹورنامنٹ کروایا گیا، ہر ٹیم میں ایک استاذ نے بھی حصہ لیا۔ ابتدائی راؤنڈ کھانے سے پہلے ہوئے اور فائنل لنچ اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد کھیلا گیا جو کہ فاتح ٹیم نے پینلٹیز پر جیتا۔ فائنل کے بعد ایک تفریحی ادبی تقریب بھی ہوئی جس میں طلباء نے مختلف دلچسپ پروگرام پیش کئے۔ اساتذہ کی فیملیز اور بچوں کی تفریح کی لئے سٹیڈیم کے ساتھ ایک پارک میں جھولوں کا بھی انتظام کروایا گیا۔

الحمدللہ ، طلباء اس پروگرام سے بہت خوش ہوئے اور خوب انجوائے کیا۔ شام 6بجے جامعہ کے لئے واپسی ہوئی۔

(عبدالہادی قریشی، نمائندہ سیرالیون)

کشمیر کی حسین وادی نیلم کی سیاحت

لقمان احمد سلطان

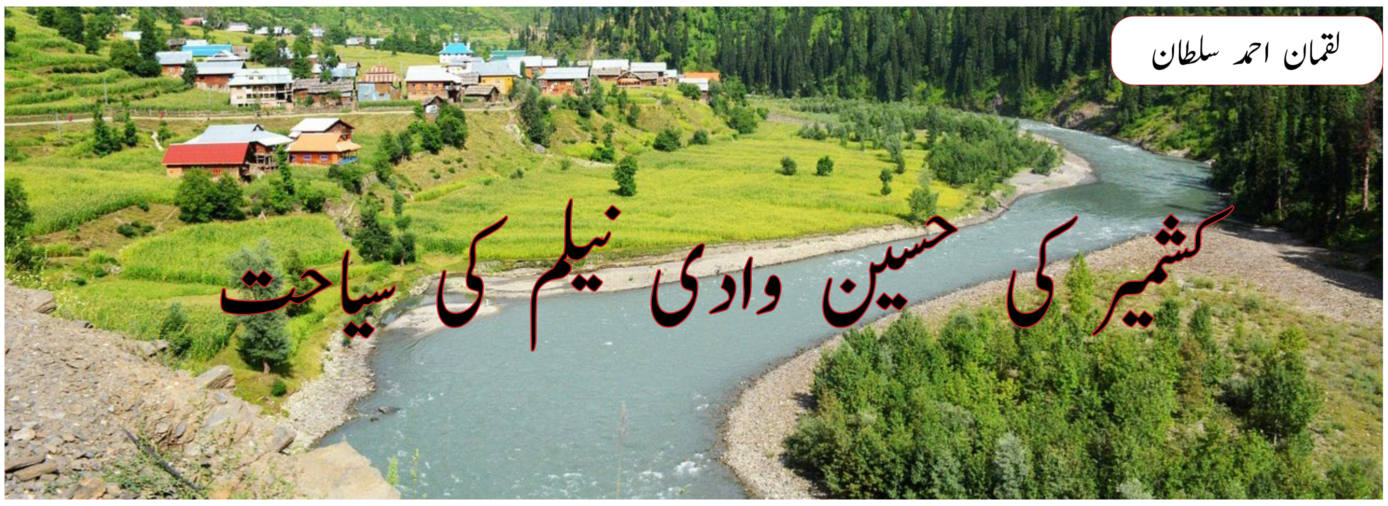

خدا کی قدرت کے حسین نظاروں کو قرطاس پر تحریر کرنا میرے بس میں نہیں، ان خوبصورت نظاروں کو صرف محسوس ہی کیا جاسکتا ہے اور محسوس کرکے دل سے بے اختیار سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ہی نکلتا ہے کہ پاک ہستی نے کیسے خوبصورت قدرتی نظارے تخلیق فرمائے۔ وادیٔ نیلم کا سفر شروع کرنے سے پہلے بہتر ہے کہ اس وادی کے بارے میں آپ کو مختصر طور پر آگاہ کردوں۔

آزاد کشمیر کے دارالحکومت مظفر آباد کے شمال کی جانب چلہ بانڈی پل سے شروع ہو کر تاؤبٹ تک 240 کلومیٹر پھیلی ہوئی حسین و جمیل وادی کا نام نیلم ہے ۔ یہ وادی اپنے نام کی طرح نہایت خوبصورت ہے ۔ وادی نیلم کا شمار کشمیر کی خوبصورت ترین وادیوں میں ہوتا ہے جہاں دریا، صاف اور ٹھنڈے پانی کے بڑے بڑے نالے ، چشمے ، جنگلات اور برف پوش اور سرسبز پہاڑ ہیں۔ جابجا بہتے پانی اور بلند پہاڑوں سے گرتی آبشاریں ہیں، جن تیز دھار دودھیا پانی سڑک کے اوپر سے بہتا چلا جاتا ہے اور بڑے بڑے پتھروں سے سر پٹختے آخر دریائے نیلم کے مٹیالے پانیوں میں شامل ہو جاتاہے۔

اگر آپ ٹھنڈے میٹھے چشموں، جھاگ اڑاتے شوریدہ پانیوں اور بلندی سے گرتی آبشاروں کو دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ وادی آپ کو دعوت نظارہ دیتی ہے۔ وادی نیلم کو ضلع نیلم بھی کہتے ہیں جس کا صدراٹھمقام ہے۔ اس کی 2 تحصیلیں اٹھمقام اور شاردہ ہیں۔

رقبہ کے لحاظ سے یہ آزاد کشمیر کا سب سے بڑا ضلع ہے اس کا رقبہ 1398 مربع میل ہے مگر سب سے کم گنجان ہے یعنی آبادی دور دور واقع ہیں۔ بانڈی پورہ سے آنے والا دریا کشن گنگا تاؤ بٹ کے مقام پر وادی نیلم میں داخل ہوتا ہے، انڈیا کا دریا کشن گنگا آزاد کشمیر میں داخل ہوتے ہی دریائے نیلم بن جاتا ہے۔ ضلع بھر کی واحد قابل ذکر سڑک نیلم ویلی روڈ ہے جو مظفر آباد سے کیل تک جاتی ہے ۔

بہت سارے مقامات پر اچھی سڑک نہ ہونے کی وجہ سے بہت کم سیاح یہاں آتے ہیں ۔ لیکن یہ بھی قابل غور بات ہے کہ جو وادیٔ نیلم کے بارے میں اچھی طرح سُن لیتا ہے اس کا دل لازمی مچلتا ہے کہ یہاں کا رُخ کرے اور اگر اس کے حالات اجازت دیں تو لازمی وہاں تک پہنچتا ہے۔ لیکن بعض بچارے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ

میں گرفتِ غم سے نہ بچ سکا
وہ حدودِ غم سے نکل گئے

بات وادیٔ نیلم کی ہو رہی تھی، یہاں گرمیوں میں موسم خوشگوار رہتا ہے اور سردیوں میں شدید سردی اور برف باری ہوتی ہے۔ مظفر آباد سے کیل تک سڑک جاتی ہے۔ یہ سڑک مظفر آباد سے اٹھمقام تک اچھی حالت میں ہے اور ہر طرح کی گاڑیوں کے لئے موزوں ہے تا ہم کیرن سے کیل تک کی سڑک اچھی حالت میں نہیں ہے اور نیچے فرش والی گاڑیوں کے لئے موزوں نہیں۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ لوگ اپنی سوزوکی مہران کو بھی کیل تک لے گئے ہیں۔

مسافر ویگنیں مظفرآباد سے اٹھمقام تک ہر 30 منٹ بعد چلتی ہیں ۔ جب موسم ٹھیک ہو تو مظفر آباد سے کیل کے درمیان بسیں روزانہ چلتی ہیں۔ وادیٔ نیلم کے دور دراز علاقوں تک رسائی کے لئے جیپ اور گھوڑے بھی دستیاب ہیں۔ سردیوں میں نیلم روڈ کیرن سے آگے شدید برف باری کی وجہ سے بند ہو جاتی ہے اور وادی کے بالائی علاقوں تک رسائی بہت مشکل ہوجاتی ہے۔ وادیٔ نیلم میں پاکستان کی موبائل سمیں نہیں چلتیں بلکہ پاکستان آرمی کا ذیلی ادارہ اسپیشل کمیونیکیشن آرگنائزیشن (ایس سی او) وادی کے مختلف شہروں اور قصبوں میں ٹیلی فون اور انٹرنیٹ سروسز فراہم کرتا ہے۔ اگر کسی نے کچھ دن وادیٔ نیلم میں رہنا ہو تو وہ وہاں سے اس نیٹ ورک کی سم خرید کر استعمال کرسکتا ہے۔

ہم براستہ موٹروے اسلام آباد اور مری سے ہوتے ہوئے صبح سات بجے مظفرآباد پہنچ گئے، جہاں منہ ہاتھ دھوکر ناشتہ کیا، مظفرآباد سے ناشتہ کرکے ہماری منزل شاردہ تھی، جہاں ہم شام 5 بجے تک پہنچ گئے۔ شاردہ پہنچ کر شام ہو رہی تھی چنانچہ سب سے پہلے ہم نے کرائے کیلئے کمرہ ڈھونڈنے کی کوشش شروع کردی، تھوڑی سی تگ و دو کے بعد ایک کمرہ مل گیا۔ یاد رہے کمرہ دیکھنے کے ساتھ ساتھ صاف ستھرا واش روم بھی دیکھا جائے، جہاں یہ بھی تسلی کرلی جائے کہ صفائی کے لئے پانی بھی موجود ہے یا نہیں، یہ چیز بھی دیکھنی ہوگی کہ پینے کو بھی صاف پانی میسر ہے یا نہیں اور اگر چشمے کا صاف پانی براہِ راست پینے کو مل جائے تو بڑی نعمت ہے۔ کمرے میں موبائل یا کیمرہ چارج کرنے کیلئے بجلی بھی ہو۔

لفظ ’’شاردہ‘‘ اصل میں سنسکرت لفظ ’’شردھا‘‘ سے نکلا ہے جس کا مطلب ’’موسم خزاں سے محبت کرنے والی دیوی‘‘ ہے۔ اس دیوی کا اصل نام ’’سرسوتی‘‘ ہے، جو خزاں سے محبت کرتی ہے اور اس کے کاموں میں فنون لطیفہ ، علم و حکمت اور موسیقی شامل ہیں۔ سرسوتی دیوی ہندو عقیدۂ تثلیث میں ایک اہم ستون ہے۔ دوسری دو دیویاں لکشمی (دولت کی دیوی) اور پاروتی (محبت کی دیوی) ہیں۔ ہندومت میں دیوی صرف انرجی کے زمرے میں ہے، (باقاعدہ خدا وغیرہ کا ہماری طرح تصور نہیں ہے)۔

کہتے ہیں کہ پرانے دور میں شاردہ کے قریب سرسوتی دیوی کا مجسمہ بھی موجود تھا۔ قدیم مقامی عقائد کے مطابق اس دیوی کے چرن چھونے سے انسان کا جسم یک دم گرمی کی لپیٹ میں آجاتا تھا۔ اس مقام پر پہنچ کر میں نے بھی اپنے اندر قدرے گرمی محسوس کی اور اپنا سانس اکھڑتا ہوا محسوس ہوا، لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وہ گرمی شاردہ دیوی کے چرن چھونے کی بدولت نہیں تھی بلکہ بلندی ہی اتنی تھی کہ وہاں چڑھ کر آٹومیٹک سانس پھول گیا اور جسم میں گرمی پیدا ہوگئی۔

شاردہ میں شردھا یا سرسوتی دیوی کا اب بھی کھنڈر نما مندر موجود ہے جسے ہندوؤں کے علاوہ اہل بدھ بھی استعمال کرتے رہے کیونکہ سرسوتی دیوی بدھ مت میں بھی قابل احترام ہے۔

شاردہ یونیورسٹی

شاردہ کی اُونچائی پر کھنڈر نما عمارت دیکھ کر اندازہ ہوا کہ یہ اپنے زمانے کی عظیم یونیورسٹی ہوگی، اس دانش گاہ کے در ودیوار سے خستگی اور شکست و ریخت کے آثار نمایاں تھے لیکن اس کی باقیات دیکھ کر یہ اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں کہ کبھی یہ شاندار فن تعمیر کا شاہکار ہوا کرتی تھی۔وہاں چاروں طرف اداسی اور ویرانی طاری تھی جسے دیکھ کر میں اس کے اجڑنے کی وجوہات میں کھو گیا کہ آخر ایسا کیا ہوا ہوگا کہ برصغیر کی اس عظیم الشان درس گاہ کی بس داستان ہی باقی رہ گئی ہے اورتو مجھے کچھ معلوم نہ ہوسکا بس اتنا جان پایا کہ مشیت ایزدی کے باعث ہی اس دنیاکا نظام چلتا ہے۔شاردہ دیوی مندر یا شاردہ یونیورسٹی کے آستانے پر دی گئی معلومات کے مطابق مشہور مسلمان مؤرخ البیرونی اپنی کتاب الہند میں شاردہ کا کچھ یوں ذکر کرتے ہیں۔

سری نگر کے جنوب مغرب میں شاردہ واقع ہے، اہل ہند اس مقام کو انتہائی متبرک تصور کرتے ہیں اور بیساکھی کے موقع پر ہندوستان بھر سے لوگ یہاں آتے ہیں،لیکن برفانی اور دشوار گزار علاقوں کے باعث میں خود وہاں نہیں جاسکا۔

شاردہ یونیورسٹی کا قدیم نام (Sharda Peth) ہے، Peth قدیم سنسکرت زبان سے تعلق رکھتا ہے، اس کے لغوی معنی ایسی جگہ یا نشست گاہ کے ہیں جس کو تکریم سے نوازا گیا ہو، شمالی ہندوستان سمیت اکثر جگہوں پر یہ لفظ علمی مذہبی اداروں کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے۔

کنشک اول(نیپال کا شہزادہ) کے دور میں شاردہ وسط ایشیاء کی سب سے بڑی تعلیمی و تدریسی درسگاہ تھی،یہاں بدھ مت کی باقاعدہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تاریخ ،جغرافیہ ، ہیئت، منطق اور فلسفہ پر مکمل تعلیم دی جاتی تھی اس درس گاہ کا اپنا رسم الخط تھا جو دیوتا گری سے ملتا جلتا تھا، اس رسم الخط کا نام شاردہ تھا اسی مناسبت سے موجودہ گاؤں کا نام بھی شاردہ ہے۔کہا جاتا ہے کہ اس عمارت کو کنشک اول نے 24ءتا27ء میں تعمیر کروایا تھا، شاردہ یونیورسٹی کی عمارت شمالاً جنوباً مستطیل چبوترے کی شکل میں بنائی گئی ہے، عمارت کی تعمیر آج کے انجینئرز کو بھی حیرت میں ڈال دیتی ہے۔

یہ عمارت برصغیر میں پائی جانے والی تمام قدیمی عمارتوں سے مختلف ہے خاص کر اس کے درمیان میں بنایا گیا چبوترہ ایک خاص فن تعمیر کا نمونہ پیش کرتا ہے جو بڑا دلچسپ ہے، اس کی اونچائی تقریباً 100فٹ ہے اس کے چاروں طرف دیواروں پر نقش و نگار بنائے گئے تھے جبکہ جنوب کی طرف ایک دروازے کی جگہ ہے، عمارت کے اوپر چھت کا نام ونشان باقی نہیں ہے،تا ہم مغرب کی طرف سے اندر داخل ہونے کے لئے 63 سیڑھیاں بنائی گئی ہیں، کچھ قبائلی 63زیورات پر مشتمل تاج ہاتھی کو پہناتے تھے اور پھر اس کی پوجا کرتے تھے، تریسٹھ کا عدد جنوبی ایشیاء کی تاریخ میں مذہبی حیثیت رکھتا ہے ۔بدھ کے عقائد سے ملتی جلتی تصاویر اس میں آج بھی نظر آتی ہیں، ان اشکال کو پتھر میں کرید کر بنایا گیا ہے اس عمارت میں ایک تالاب بھی ہوتا تھا جو آج موجود نہیں ہے، امراض جلد سے متاثرہ لوگ اس میں غسل کرتے اور شفاء پاتے تھے، کیونکہ یہاں آنے والا پانی 2کلو میٹر دور سے سلفر ملے ہوئے تالاب سے لایا جاتا تھا ، اس کے علاوہ کشمیر کے پہاڑوں کے دامن میں شردہ (شاردہ) نامی لکڑی کا حیرت انگیز بت تھا جس کے پاؤں کو چھونے سے انسان کو ماتھے پر پسینہ پھوٹ پڑتا تھا، نیز اشٹامی کی مقدس رات کے نصف پہر کو شاردہ تیرتھ کا مرکزی حصہ کسی غیبی طاقت کی مدد سے جھومتا تھا ۔ (ابوالفضل آئین اکبری)

تاریخی شواہد کے مطابق شاردہ میں5 ہزار افراد موجود تھے ، شاردہ سے کشن گھاٹی تک کا سارا علاقہ آباد تھا ، کشن گھاٹی مرکزی عمارت سے 3 کلومیٹر جنوب میں واقع ایک پہاڑی کا نام ہے جسے مقدس تصور کیا جاتا تھا ، یہاں ایک لمبی غار تھی جس میں ایک بت بنوایا گیا تھا ، جس کے نیچے مردوں کو جلایا جاتا تھا اور اس راکھ کو کشن گنگا (موجودہ دریائے نیلم) میں بہا دیا جاتا تھا، شاردہ قلعہ کے پس منظر سے لوگوں کی اکثریت نابلد ہے ، اسی وجہ سے لوگوں میں اس تاریخی و تدریسی درسگاہ سے متعلق بڑی عجیب و غریب اور دلچسپ باتیں مشہور ہیں، جو یہاں آنے والے لوگوں کو سنائی جاتی ہیں۔جس میں دیومالائی چیزوں کا ذکر ملتا ہے تاہم آج یہ عمارت ایک پرانے کھنڈر کا منظر پیش کرتی ہے اور عدم توجگی کا شکار ہے ۔

یہ یونیورسٹی کسی زمانے میں ہندوٗمت اور بدھ مت کی بہت بڑی اور عظیم درسگاہ رہی ہے۔ مشہور مؤرخ زون راج کے مطابق 1088ء میں ریاست گجرات کی حدود میں ایک ذہین و فطین انسان نے جنم لیا اس کا نام ہیماچندرا بتایا جاتا ہے علم و ادب میں اس کی شہرت دور دور تک پھیلی ۔ گجرات (پاکستانی گجرات) کے راجہ جیاسمہا نے اس عالم و فاضل شخص کو اپنے دربار سے منسلک کیا ۔ اس علم دوست انسان نے راجہ گجرات(جیاسمہا) سے التجا کی کہ وہ ایک ایسی انسائیکلو پیڈیا تیار کرنا چاہتا ہے جس میں مذاہب عالم، زباندانی کے آفاقی اصول اور عالمی ادب جیسے مضامین پر مکمل تحقیق مطلوب ہے ، اس کام کی تکمیل کیلئے 8 قدیم زبانوں میں لکھے گئے گرائمر کی کتب کی دستیابی مطلوب تھی، ان نایاب کتب کی دستیابی کے لئے ہیماچندرا نے بادشاہ سے گزارش کی کہ یہ کتب صرف اور صرف شاردہ کی یونیورسٹی کے ذخیرہ کتب سے ہی مل سکتی ہیں ، اس پر بادشاہ نے ان نایاب کتب کے حصول کے لئے ایک اعلیٰ سرکاری وفد کشمیر کی راجدھانی پرواپوار (موجودہ سری نگر) روانہ کیا ، ریاست کشمیر پہنچ کر اس وفد نے شاردہ دیوی کے مندر میں حاضری دی اور شاردہ دیوی کو خراج عقیدت پیش کیا، پھر شاہی دستور کے مطابق مسودات گجرات پہنچائے گئے جس کی مدد سے Siddha Hema Chandra کے نام سے کتاب تیار کروائی گئی۔

رات ہم نے شاردہ دیوی کے علاقے میں قیام کیا، اگلے دن صبح شاردہ سے ٹویوٹا ہائی روف کے ذریعے کیل گئے، جہاں سے ہماری اگلی منزل وادیٔ نیلم کا آخری مقام تاؤبٹ تھا، چونکہ کیل سے آگے سڑک نہیں ہے بلکہ پتھریلے خطرناک راستوں کا ٹریک ہے جہاں عام گاڑی نہیں جاسکتی ۔چنانچہ ہم اس کے لئے کرائے پر جیپ کروائی، جیپ کے ذریعے کیل سے تاؤبٹ کا 47 کلومیٹر کا سفر ہم نے تین گھنٹوں میں طے کیا، وقت سے اندازہ لگاسکتے ہیں کہ راستہ کتنا ٹیڑھا اور دُشوار ہوگا،تاؤ بٹ پاکستان کی ایک نہایت ہی خوبصورت وادی کا نام ہے۔وادیٔ نیلم کے انتہائی شمال میں واقع یہ وادی ان علاقوں میں سے ہے جس کی کسی بھی زاویے سے لی گئی تصویر قدرتی حُسن کا ایک شاہکار قرارپاتی ہے۔ گھنے جنگلات کی بات ہو یا سرسبز ناہموار میدانوں کی، نیلگوں پانیوں کا تذکرہ ہو یا پُرتسکین موسم کا خیال، تاؤبٹ ہر تصور سے زیادہ حسین مقام ہے۔

تاؤبٹ تمام قدرتی اَجزاء پر مشتمل قدرت کا ایسا حسین شاہکار ہے جس کے اجزائے ترکیبی حسین ترین توازن کے ساتھ خالص ترین رنگوں میں ایک وسیع و کشادہ کینوٗس پر تخلیق کئے گئے ہیں۔ اس شاہکار منظر کا حصہ بن کر اور جیتی جاگتی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرنا کسی بھی بیان اور تصور کا نعم البدل نہیں ہوسکتا، سچی بات پوچھیں تو تاؤبٹ پہنچ کر مجھے ایسے لگا جیسے خواب میں ایسے قدرتی مناظر دیکھ رہا ہوں جو کسی مصوّر نے بنائے ہیں،میرا قلم اور زبان تاؤبٹ کے دلکش مناظر کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔

تاؤبٹ پہنچ کر دریائے نیلم قدرے دُور ہو جاتاہے۔ اس کی جگہ ایک شفاف ندی اور اس کے پس منظر میں گھرے سبز جنگلات والی بلندیاں ماحول پر چھائی ہوئی ہیں۔ ندی پر بنائے گئے خوبصورت پل سے دریائے نیلم کے کنارے پہنچنے کے لئے چند منٹ کا فاصلہ ہے جو پیدل طے ہوتا ہے۔ رنگا رنگ پھولوں اور گھاس کے قالین سے مزین کہیں ہموار اور کہیں اونچے نیچے میدان کی شکل میں دریا کا یہ کنارا کیمپنگ اور آرام کے لئے بہترین جگہ ہے۔ اعصاب کو سکون اور دل و دماغ کو تروتازہ کر دینے والی ہوا ں، دریا کے پانی کی مترنم آوازوں اور پرندوں کی چہچہاہٹوں کے ساتھ آلودگی سے دور تاؤبٹ میں انسانی محسوسات پر چھا جانے والی تمام خصوصیات موجود ہیں۔

تاؤبٹ سے واپس آنے کو دل نہیں چاہا لیکن رات ہم نے کیل میں قیام کرنا تھا، جس کے لئے اندھیرا ہونے سے پہلے کیل پہنچنا اور کرائے پر کمرہ ڈھونڈنا ضروری تھا، چنانچہ اسی جیپ کے ذریعے تین گھنٹے کی تھکا دینے والی مسافت طے کرکے کیل واپس آگئے، کیل میں بھی ہمیں بہترین کمرہ اٹیچ باتھ مل گیا، اس تمام سفر میں کھانا ہم لوگ خود پکالیتے تھے جس کے لئے ہمارے پاس گیس چولہا اور دیگر سامان موجود تھا، روٹیاں اور پراٹھے تندور سے لے لیتے جبکہ سالن اور چاول وغیرہ خود بنالیتے ۔

صبح کیل سے اڑنگ کیل کے لئے روانگی ہوئی۔ اڑنگ کیل اونچی جگہ پر واقع دریائے نیلم کے دوسری طرف ایک خوبصورت گاؤں ہے جو کیل سے جنوب کی جانب 2 کلومیٹر ایک پہاڑی ٹیلے کو عبور کرنے کے بعد سرسبز میدان کی صورت نظر آتا ہے، یہ گاؤں خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہے، اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس کے چاروں جانب گھنا جنگل جبکہ جنوب کی جانب بلند پہاڑ ہے جس پر سے گلیشئر بہہ کر اس گاؤں کے پچھلے کنارے تک آتا ہے، اڑنگ کیل کیلئے ایک جملہ کہوں گا جس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ کیا چیز ہے، اڑنگ کیل وادیٔ نیلم کے ماتھے پر ایک حسین جھومر اور خوابوں کی وادی ہے، اڑنگ کیل گاؤں تک پہنچنے کیلئے کیل سے کیبل کار جو ڈولی کی شکل میں ہے اور مقامی لوگ اسے ڈولی ہی کہتے ہیں، اس کے ذریعے تقریباً ایک کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے یہ ڈولی آپ کو وادی کے دوسرے کنارے پہنچا دیتی ہے، اس کیبل کار جسے میں نے کیبل چنگ چی کا نام دیا تھا اس میں8 بندوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوتی ہے، اس کیبل کار کے ذریعے سفر بھی بہت ہی دلچسپ ہے، اس ڈولی نما کیبل کار میں بیٹھ کر ایک لمحے کے لئے تو ایسے لگتا ہے جیسے کوئی اڑن کھٹولہ انتہائی بلندی پر چلتے ہوئے ہواؤں کے دوش پر آپ کو کسی نامعلوم مقام کی طرف لے جا رہا ہے لیکن صرف دو منٹ میں ہی آپ کو پتہ لگ جاتا ہے کہ آپ کے اترنے کا ٹائم ہوگیا ہے، ہم جب اس کیبل کار کے ذریعے وادی کے دوسرے کنارے پر جا رہے تھے تو یکدم ایک بادل ہمیں چھوکر گزرا جس کی پھوار جسم و جاں کو تر کرگئی۔کیبل چنگ چی سے اُترنے کے بعد خطرناک اور پھسلن والی چڑھائی چڑھتے ہوئے مضبوط سوٹیوں کا سہارا لیتے ہوئے آدھے گھنٹے کی پیدل مسافت طے کرنی پڑتی ہے، یہ سوٹیاں آپ کو کیبل چنگ چی سے اُترتے ہی کرائے پر مل جاتی ہیں بلکہ اُوپر لے جانے کیلئے گائیڈ بھی خودبخود مل جاتے ہیں جو زبردستی آپ کی راہنمائی

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

کرنے کو تیار ہوجاتے ہیں، بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ایسے دُشوار اور خطرناک راستوں پر بچت کرنے کی بجائے گائیڈ اور سوٹیوں(-sticks) کی مدد لے لینی چاہئے۔کیبل چنگ چی سے اترنے کے بعد اڑنگ کیل گاؤں جانے کیلئے راستہ ایسا دُشوار ہے کہ کئی لوگ راستے میں پھسلن کے خوف سے وہیں سے واپس آجاتے ہیں، جبکہ اکثریت پہنچنے میں کامیاب ہوجاتی ہے۔

اڑنگ کیل سے ہمارا گروپ خیریت سے واپس کیل اُتر آیا، جہاں سے ہم نے دواریاں بالا کی راہ لی، کیونکہ ہم نے رات وہیں قیام کرنا تھا، دواریاں بالا دریائے نیلم کے کنارے ایک قصبہ ہے جہاں ہمیں رات رہنے کیلئے ایک ہال نُما کمرہ کرائے پر مل گیا، اس کمرے کی خاص بات یہ تھی کہ اس کے ساتھ ہی ایک بڑا کچن تھا جہاں ہمیں اپنا کھانا بنانے میں آسانی تھی،اگلی صبح ہم نے دواریاں بالا سے رتی گلی جانے کیلئے جیپ کروائی، جیپ میں اگرچہ بیٹھنے کو گنجائش کم تھی لیکن ہمارے کئی دوستوں نے کھڑے ہوکر سفر کرنے کو ترجیح دی، کیونکہ جیپ میں کھڑے ہوکر سفر کرنے کا اپنا ہی مزہ ہے لیکن جلد ہی ہمیں اندازہ ہوگیا کہ کھڑے ہونے کا یہ مزہ پسلیوں اور کولھوں کے دردوں میں تبدیل ہوچکا ہے، بلکہ جو بیٹھے تھے انہوں نے بھی سفر کی صعوبت اور ہچکولوں سے خاص حصہ پایا، دواریاں بالا سے رتی گلی کا یہ جیپ ٹریک بہت خطرناک تھا، اور قدم قدم پر ایسے خطرناک موڑ تھے کہ ڈرائیور اور سواریوں کی ذرہ سی غفلت کسی بڑے حادثے کا موجب بن سکتی ہے، راستہ کیا تھا بلکہ بڑے بڑے پتھروں کو عبور کرنا تھا، دوسرے لفظوں میں اگر یہ کہا جائے کہ کئی مقامات پر گزرنے کو راہ ہی نہ تھی تو مناسب ہوگا، یہ دُشوار اور کٹھن سفر ایک مکمل ایڈوینچر تھا بلکہ ہماری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی جب یہ دیکھا کہ کئی دیوانے اور باہمت لوگ انہی دُشوار راستوں کو موٹرسائیکل پر عبور کر رہے ہیں، اس ٹریک پر سفر کرنا ایسے ہی ہے جیسے موت کے کنویں میں گاڑیاں اور موٹرسائیکلیں چلانا، اس راستے کی دُشوار گزاری کا اندازہ آپ اس طرح بھی لگالیں کہ صرف 18کلومیٹر کا سفر جیپ کے ذریعے طے کرنے میں 3 گھنٹے لگے، کئی جگہ خطرناک چڑھائی چڑھتے ہوئے جیپ کے انجن کو شدید غصہ آجاتا تھا جس کو ٹھنڈا کرنے کیلئے ڈرائیور نے کئی بار جیپ روک کر انجن کے سر پر چشموں کا ٹھنڈا یخ پانی ڈالا،18 کلومیٹر کے فاصلے سے تا حد نظر سبزہ ہی سبزہ تھا۔ کئی جگہوں پر راستوں میں کئی برف کے گلیشیئرز آئے جن کو چند دن پہلے ہی کاٹ کر راستہ بنایا گیا تھا، ان گلیشیئرز کے نیچے بنی غاریں عجیب منظر پیش کر رہی تھیں، گلیشیئرز کے نیچے سے ٹھنڈے چشمے بہہ رہے تھے جن کے پانی کو ہاتھ لگانے سے ہاتھوں کی انگلیاں سن ہوکر جمتی محسوس ہوتی تھیں،بہرحال ایک طرف حسین نظارے اور دوسری طرف ٹریک پر اتنے پتھر تھے کہ جیپ کا سفر کرتے ہوئے ایک جھٹکے سے جسم مشرق کی سمت چلا جاتا اور دوسرے جھٹکے سے مغرب کی جانب۔ بیک وقت جیپ کا سفر بھی تھا اور مفت کے جھولے بھی۔ تین گھنٹے ہڈیوں کی آزمائش کے بعد رتی گلی بیس کیمپ آیا۔ وسیع و عریض سر سبز و شاداب میدان، سرخ پہاڑ، بادل اور ان سب کے درمیان گلیشیئر سے نکلتا ہوا پانی۔ آنکھیں اس منظر سے خیرہ ہو رہی تھیں۔ تھکاوٹ کا احساس جاتا رہا، ذہن کو فرحت ملی۔

روح تک آ گئی تاثیر مسیحائی کی

منظر لطف آور تھا اور نظر اس پر جمی ہوئی تھی لیکن یہ منزل نہیں تھی، یہاں سے ایک گھنٹہ پیدل ٹریک ہے جو رتی جھیل تک جاتا ہے۔ جن کے پاس تو جسمانی اور دماغی ہمت ہے وہ اس ٹریک کو اپنے پاؤں پر عبور کرتے ہیں اور جو اپنے پاؤں میں طاقت نہیں پاتے گھوڑے پر بیٹھ کر رتی جھیل تک پہنچ سکتے ہیں، اتنی چڑھائی تھی کہ سانس پھول گیا لیکن یہ تکلیف گوارا تھی اس لئے کہ ٹریک پر پھول ہی پھول نظر آ رہے تھے جو دماغ پر خمار طاری کر رہے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد انسان اس آس پر سفر کرتا ہے کہ شاید جھیل تک آگئے ہوں لیکن ہر دفعہ یہی جواب ملتا کہ ''چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی''۔ بہرحال خدا خدا کرکے جھیل کے قریب پہنچ کر جھیل کا پہلا منظر دیکھا تو وہ اس قدر ہوش ربا تھا کہ زبان سے بے اختیار سبحان اللہ کے الفاظ نکلے۔ یقین جانیئے کہ ہم نے ایسا خوب صورت منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا۔

رتی گلی جھیل کا پہلا نظارہ یوں ہوتا ہے جیسے زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی ہوجائے۔ جیسے صحرا میں آبلہ پائی کے بعد اچانک نخلستان سامنے آ جائے۔ جیسے طویل راتوں کی بے قراری ختم ہو جائے اور سفر کی صعوبتیں زائل ہو جائیں۔ جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آ جائے اور جیسے اللہ کی قدرت کاملہ پر کسی کافر کو بھی یقین آجائے ہمارے دوست تقریباً2 گھنٹے اس حسن کی دیوی کی مالا جپتے رہے۔ جھیل میں بطخ کی شکل کے گلیشئر بھی بنے ہوئے تھے۔ ہمیں پتہ چلا کہ یہ واحد جھیل ہے جس کی گہرائی کی پیمائش نہیں ہوسکی۔ شام ہونے سے پہلے ہم یہی سفر کر کےرتی گلی جھیل سے واپس دواریاں آئے، دواریاں بالا سے ہم رات تک کیرن پہنچ گئے۔

کیرن دریائے نیلم کے کنارے واقع ایک چھوٹا سا علاقہ ہے۔ اپنے خوبصورت پہاڑی علاقے کے مقابلے میں کیرن کی وجہ شہرت یہاں سے ہندوستانی کنڑول میں موجود کشمیر کا نظارہ ہے۔ اس سے وہاں آنے والے سیاح کو احساس ہوتا ہے کہ کس طرح ایک ہی علاقے کے دو حصے ایک دوسرے سے جدا ہیں، کیرن ایک لائف ٹائم تجربہ ہے پاکستان کے ہر باشعور شخص کو زندگی میں ایک بار کیرن جانے کے بارے میں سوچنا چاہئے، یہ پہاڑوں میں گھری ہوئی سرسبز اور شاداب وادی ہے، آپ کو چاروں اطراف سے بلند و بالا پہاڑ گھیر لیتے ہیں۔ آپ دریائے نیلم کے کنارے کھڑے ہوجائیں تو آپ کے بالکل سامنے دریا کے دوسرے کنارے بھارتی کشمیر ہے۔ دریا کا ایک کنارہ پاکستان ہے اور دوسرا کنارہ بھارت۔ آپ کو اپنی ناک کے بالکل سامنے بھارتی حدود میں فصلیں بھی دکھائی دیتی ہیں، مکان بھی، مال مویشی بھی اور چمنیوں سے نکلتا ہوا دھواں بھی، دریائے نیلم آپ کے دائیں بازو گھومتا ہے، بھارتی کشمیر کا علاقہ بھی دریا کے ساتھ دائیں طرف گھوم کر آپ کو گھیر لیتا ہے، آپ خود کو نیم دائرے میں گھرا ہوا محسوس کرتے ہیں، آپ کے سامنے اور دائیں جانب بھارت ہے اور پیچھے اور بائیں جانب پاکستان ہے۔ رات ہم نے کیرن میں ایک بڑا کمرہ کرائے پر لے کر گزاری۔ وادیٔ نیلم کے اس مقام پر کرائے نسبتا زیادہ تھے، صبح ہم کیرن سے اپر نیلم یعنی نیلم گاؤں گئے، یہ کیرن سے اوپر ایک بلند مقام ہے، بلکہ ایک چھوٹا سا شہر ہے جہاں ہر وہ سہولت موجود ہے جو کسی چھوٹے سے شہر میں ہونی چاہئے، بلکہ وادیٔ نیلم میں ایک جگہ سب سے زیادہ آبادی اگر کہیں ہے تو یہ اپر نیلم ہے، اس کے بلند مقام سے پاکستانی اور بھارتی کشمیر کا نظارہ قابل دید ہے۔

اب ہم وادیٔ نیلم سے واپسی کا سفر شروع کرچکے تھے، راستے میں صرف ایک چیز دیکھنے والی رہ گئی تھی جسے نیلم جہلم ہائیڈرو پاور پلانٹ کہتے ہیں، تربیلا اور منگلا کے بعد یہ پاکستان کا تیسرا بڑا بجلی پیدا کرنے کا پروجیکٹ ہے، دریائے نیلم کے کنارے تعمیر شدہ نیلم جہلم ہائیڈرو پاور پراجیکٹ پاکستان میں اپنی نوعیت کا پہلا پاور پلانٹ ہے، جس کے لئے ایک دریا کو دوسرے دریا کے نیچے سے گزارا گیا ہے۔ اس منصوبے کا 90 فیصد حصہ بلند و بالا پہاڑیوں کے نیچے تعمیر کیا گیا ہے اور اس منصوبے کے واٹر وے کو بنانے کیلئے پہاڑ کے اندر 68 کلومیٹر لمبی سرنگ کھودی گئی ہے۔ یہ منصوبہ 969 میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے . اس میں 4 پیداواری یونٹ لگائے گئے ہیں اور ہر یونٹ 242 میگا واٹ بجلی پیدا کر نے کی صلاحیت رکھتا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ منصوبہ ہر سال تقریباً 5ارب یونٹ بجلی مہیا کرے گا۔بجلی کے اس عظیم الشان منصوبے کو دیکھتے ہوئے ہماری واپسی ہو رہی تھی۔ پھر مظفرآباد اور مری کے بلندوبالا راستوں کو عبور کرتے اور اسلام آباد سے ہوتے ہوئے براستہ موٹروے رات دس بجے تک خیریت سے گھر پہنچ گئے۔الحمدللہ رب العالمین

4مارچ 2020ء		طلوع	غروب
مکہ مکرمہ		05:37	18:18
مدینہ منورہ		05:39	18:15
قادیان		05:25	17:17
ربوہ		05:49	18:14
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:29	17:54